نگاہِ اولین

صوفی محمد کے ساتھ کیے گئے معاہدے کا انجام

مدیر التحریر

آج سوات اور فاٹا کا معاملہ جس رخ پر جا رہا ہے پتہ نہیں چلتا کہ کیا ہونے والا ہے کچھ عرصہ قبل صوفی محمد صاحب کے ساتھ گورنمنٹ نے جو معاہدہ کیا تھا' اس سے کچھ امن و امان کی امید پیدا ہوگئی تھی' مگر سبوتاژ کا خطرہ ضرور تھا۔ بظاہر حکومت نے بامر مجبوری اس معاہدے پر دستخط کیے' ورنہ پی پی اور عوامی نیشنل پارٹی کے دستور میں کسی طرح بھی نظام عدل یا اسلامی نظام کی گنجائش نہیں تھی۔ مگر دونوں پارٹیوں نے نظام عدل پر اتفاقی دستخط ثبت کیے۔ (اے بسا آرزو کہ خاک شد)

آج سوات سے لیکر فاٹا کے گرد و پیش سارے علاقے بڑے پیمانے پر کلین اپ کی زد میں ہیں۔ ۲۵ لاکھ سے زائد لوگ اپنے ہی ملک کے اندر بے گھر اور بے یار و مددگار ہو چکے ہیں۔ وہ غیور و خوددار پٹھان جو کسی بھی حالت میں بھیک مانگ کے نہیں کھاتے تھے اور وہ عورتیں جو کبھی بے پردہ نہیں ہوتی تھیں، آج کیمپوں کی زندگی اختیار کرنے پر مجبور ہو چکی ہیں۔ یہاں کی زندگی بہت کٹھن ہے۔ واقفان حال کے بیان کے مطابق تقسیم پاک و ہند کے بعد یہ سب سے بڑا انسانی المیہ ہے۔

بعض سیاسی و تجزیاتی ماہرین کے مطابق اس وقت تین طرح کے طالبان پاکستان کے مختلف علاقوں میں برسرِ پیکار ہیں:

(۱) اصلی طالبان جو حقیقت میں پاکستان میں ایک اسلامی ماحول چاہتے ہیں اور خطے میں امریکہ کے وجود کو ایک ناسور سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی جذبات کے شکار بھی ہو جاتے ہیں مگر پاکستان کو دل و جان سے قبول کرتے ہیں۔

(۲) طالبان کے بھیس میں مافیا گروپ کے لٹیرے دہشت گردی کے رسیا اور انتقامی جذبات رکھنے والا گروہ ہے جو صوبہ سرحد وغیرہ خصوصاً اور پاکستان کے دوسرے علاقوں میں عموماً برسرِ پیکار ہے۔

(۳) **را ، خاد** اور دیگر تنظیمیں اور ان کے مقامی ایجنٹ طالبان کے بھیس میں پاکستان کی سیاسی اور عسکری قوت کو تباہ کرنے، ایٹمی تنصیبات پر قبضہ کا ہوّا کھڑا کرنے اور بھارت کو خطے میں ''چودھراہٹ'' تفویض کرنے جیسی گھناؤنی سازش کے تحت ملک میں افراتفری پھیلانے کے لئے علاقائی و حساس مذہبی نوعیت کے مسائل میں الجھانے کے لئے قتل و غارت گری میں ملوث ہیں۔ اب ان تینوں گروہوں کو الگ الگ تمیز کرنے میں حکومت کو مشکلات پیش آ رہی ہے۔

صوبہ سندھ خاص کر کراچی وغیرہ میں ان مجبور لوگوں کی آمد پر پابندی لگوانے کی جتن کی جا رہی ہے' جہاں کی سیاسی

جماعتیں فوجی کارروائی کے سو فیصد حق میں ہیں، مگر وقتی طور پر بھی بے گھر لوگوں کو بسانے کے حق میں نہیں، خاصکر وہ جماعتیں جن کے آباء واجداد تقسیم پاک وہند کے وقت ہندوستان کے مختلف علاقوں سے جن دل سوز مصائب اور خاک وخون کے دریا عبور کر کے موجودہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں بس گئے ہیں اور یہاں کے مقیم لوگوں نے دست تعاون بڑھاتے ہوئے اپنے دروازے ان کے لیے وا کیے۔ یوں اپنوں پر گزرے ہوئے واقعات کا معمولی ہی ادراک کر لیتے تو ایسا کبھی نہ کرتے، مگر ابن الوقتی کا کیا علاج ہے۔

نظام عدل کے متعلق معاہدے کے بعد مغرب اور امریکہ وغیرہ پیچ وتاب میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اور ان کی میڈیا اور ان کے دیکھا دیکھی ہماری پرائیوٹ میڈیائی ادارے بھی افواہیں پھیلانے میں مصروف ہو گئی تھیں۔ یہاں تک کہ پاکستان کے کچھ علاقوں میں پیدا کردہ مشکلات کو پاکستان کے ''وجود'' تک کے لئے خطرہ قرار دیا جا رہا تھا۔ خصوصاً امریکہ بہادر کی یہ عادت رہی ہے کہ دشمن کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے، اس طرح اندر گھسنے کا موقع تلاش کرتا ہے۔ جیسا کہ عراق اور افغانستان میں کر دکھایا ہے، اب تو وہ افغانستان میں جنگ ہارتا جا رہا ہے، مگر دباؤ پاکستان پر رکھا ہوا ہے اور اس وقت ڈبل گیم کھیل رہا ہے۔ پاکستان نے تو ان کے لئے راستے اور ہوائی اڈے کی ساری سہولتیں مہیا کیں، یہاں تک کہ بندوں بلکہ صنف نازک تک کو پکڑ کر ان کے حوالہ کرتا رہا۔

مگر اس کا معاوضہ افغانستان میں پاکستان مخالف حکومت کا قیام اور پاکستان کے ازلی دشمن انڈیا کیلئے قونصلیت کے نام پر جا بجا تخریب کاری کے اڈے مہیا کرنے اور مسلسل پاکستان کو متزلزل اور دباؤ میں رکھنے کی پالیسی، ڈرون حملے اور دیگر تخریبی عناصر کی پشت پناہی وحوصلہ افزائی کی صورت میں مل رہا ہے۔

ان مخدوش حالات میں مولانا صوفی محمد صاحب سوات اور ان کے ملحقہ علاقوں میں نظام عدل انصاف نافذ کرانے کے بحر بیکراں میں ڈانواں ڈول اور شکستہ کشتی کے ناخدا بن بیٹھے جس کا سنبھالنا ان کے بس سے باہر ہوتا جا رہا تھا۔ خود ان کے بعض بیانات بھی ان نازک موقعوں پر غیر ضروری بلکہ ضرر رساں سمجھے جا رہے تھے۔ بقول شاعر:

سمندر تیز طغیانی و طوفانی ہوا ، ٹوٹی ہوئی کشتی
یہی اسباب کیا کم تھے کہ اس میں ناخدا تم ہو

ہم تو ان کی نیت پر شبہ نہیں کرتے، وہ بہت عرصے سے اس نیک کام میں دن رات صرف کرتا رہا ہے اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرتا رہا ہے۔ اور واقفان حال کے کہنے کے مطابق انہوں نے اپنے مطالبے کو منوانے کے لیے کبھی بھی مسلح

جدوجہد نہیں کی۔ مگر گزشتہ معاہدے کے بعد طالبان پاکستان سوات وغیرہ کے سربراہ مولوی فضل اللہ نے جنہیں ان کا داماد بھی بتلاتے ہیں حسب معاہدہ ہتھیار پھینکنے کے بجائے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سوات سے ملحقہ علاقوں بونیر و دیر وغیرہ میں پیش قدمی شروع کی اور صوفی صاحب ان پر کنٹرول نہ کر سکے اور معاہدہ کو بچانے کے بجائے بلاوجہ فتویٰ بازی شروع کی۔ اور رائج الوقت انتخابی سسٹم کو کفر کہتے ہوئے ان سے منسلک علمائے کرام کے پیچھے نماز تک درست نہ ہونے کا عندیہ دیا۔

یوں تقسیم پاک و ہند سے لیکر تا حال سبھی مذاہب کے اکابرین وعلماء نے انتخابی طریقہ کار کو مقصود بالذات نہیں سمجھا، البتہ وقتی ضرورت کے تحت اپنی بات منوانے کا ایک پلیٹ فارم یا ذریعہ سمجھا ہے۔ اسی نقطہ نظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے اپنے اکابرین وعلماء دیوبند نے جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے مولانا حسن احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر پاک و ہند میں تا حال علماء کرام اسی سسٹم کے تحت انتخابی سرگرمیوں میں پیش پیش ہیں، یہاں پاکستان میں مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا سمیع الحق اور ان دونوں پارٹیوں کے اکابرین وعلماء کی بھی مسلمانوں یا اسلام کے مفاد میں ہونے والی سیاسی سرگرمیوں اور کوششوں کا انجام کفر پر منتج ہوتا ہے۔ اسی طرح قضیہ کشمیر سے متعلق جد جہد کو جہاد سے خارج کر دیا گیا ہے، اگر صوفی محمد صاحب اس بار اور کچھ نہ سمجھے پھر بھی اس بات کا ادراک ہونا چاہیے تھا۔

کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے، یہاں کی زمینوں کی سیرابی کا انحصار وہاں سے پھوٹنے والے پانی پر ہے۔ تقسیم کے وقت یہ پاکستان کا حصہ تھا مگر ہندو راجہ سے ساز باز کے ذریعے بھارت نے غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ اس لئے تا حال کشمیر پر کئی جنگیں ہو چکی ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے **(ومن قتل دون مالہ فھو شھید ومن قتل دون عرضہ فھو شھید)** ''کوئی اپنی عزت و ناموس بچاتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے، اسی طرح اپنے مال و دولت اور زمین کے حصول میں مارا جائے تو وہ بھی شہید ہے۔'' چونکہ پاکستان اپنے جائز حقوق کے لیے لڑ رہا ہے نہ کہ ہوس ملک گیری کے لئے۔ صوفی محمد صاحب سے منسوب واقعات حقیقت میں معمہ بنے ہوئے ہیں۔ ویسے بھی سوات و فاٹا میں اب تک جو کچھ ہو رہا ہے سب کے لیے ایک بڑا معمہ اور الجھن بنا ہوا ہے، کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ کیا ہو رہا ہے۔

کسی نے کہا تھا: ''آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی''

اب حالات اتنے خراب اور خاص کر مختلف عالمی تخریب کار گروپوں کی مسلح و غیر مسلح کارروائیوں کی وجہ سے کہ نہ صرف صوبہ سرحد بلکہ صوبہ بلوچستان بھی ان کی زد میں ہے۔ معاملہ الجھتا جا رہا ہے اور وطن عزیز غیروں کی خواہشات اور سازشوں کی آماجگاہ بن گیا ہے۔ یوں پاکستان مشکلات کے دوراہے پر کھڑا ہے۔ ایسے میں فوجی کارروائی بھی ناگزیر ہو جاتی ہے اور فوج